

فَلَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَذَكَرَ اللَّهُ وَاسْمِعْ عَلِيمٌ  
 عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَشْرُوفًا  
 میں بھی اگر قرآنی جوہر کے پڑھوں ہوں

مفت میں دوبار شایع ہوتا ہے۔

# الفصل

چند مقامی فیڈروں سے

ساتھ ہے

چار روپے

قیمت بہت حال پیش کی چھ روپے سالانہ۔

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پرونیانے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا کے قبول کر لیا اور بڑے زور اور جلوں کی بجائی ظاہر کر دیا۔

(الہامیہ سہ ماہی)

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت منجرا نقض

قادیان ضلع گورداسپور تہ پر ہو

چند غیر ممالک کے

سات روپے

آخری نامہ میں ایک سہل کامیو ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود، (حقیقتاً نبی)

جلد ۱۸ اپریل ۱۹۱۶ء شنبہ ۴ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ نمبر ۱۰

مدنیۃ المسیح		اخبار احمدیہ		نتیجہ امتحان انٹرنس تعلیم الاسلام اہل سکول قادیان	
۱۔ خاندان نبوت میں غیر جبر		نام	نمبر	۲۳ میں سے ۶ پاس	
۲۔ حضرت ام المؤمنین ۱۵۔ اپریل کنٹرینے آئی ہیں +		۱۔ احمد حسن	۲۸۴	۱۔ محمد یعقوب	۲۴۸
۳۔ ڈاکٹر میر محمد امین صاحب لکھا، ان کے لئے آئے تھے۔		۲۔ شیخ عبدالرحمن	۳۰۶	۲۔ غفر اللہ علی	۲۳۲
۴۔ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب لاہور میں ایم۔		۳۔ محمود احمد قریشی	۲۰۳	۳۔ عبدالرحیم خاں	۲۲۳
کامستان دیکھے ہیں۔ نظریں دھا کرنے رہیں +		۴۔ آفتاب احمد	۲۰۳	۴۔ سلیمان خاں	۲۱۹
۵۔ صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب سمیت ڈاکٹر خلیفہ		۵۔ سر سراز علی	۲۹۵	۵۔ ضیاء الدین احمد	۲۱۳
رشید الدین صاحب و مولوی شیر علی مدب و ماٹر محمد الدین		۶۔ ابس خان	۲۸۶	۶۔ معظم بیگ	۲۱۳
صاحب گورداسپور ایسوسی ایشن کے جلسے میں شامل ہو کر واپس				۷۔ عبدالعزیز گورداسپوری	۲۰۶
آگے۔ (۶۱) علامہ جی کے نام پہنچے بروہن دے گئے تھے				۸۔ پائل	۱۹۹
میر محمد الحق صاحب چاکام تشریف لے گئے؛ بغیر ہم اندر آئے				۹۔ غلام حسین	۱۹۵

## لاہور کے کاجوں میں داخل ہونے والے آخری طلباء توجہ سے پڑھیں

میرے عزیزو! اول تو میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ استھان انٹرنس سے پاس ہوئے۔ پھر اس کے بعد میں یہ تحریر کرنے کا ہونا ہوں کہ آپ لاہور کے کاجوں میں کسی کالج میں داخل ہوں تو اپنی ریشہ کے لئے ہر صورت و ہر حال احمدیہ ہوسٹل کو ترجیح دیں۔ جہاں نہ صرف آپ کے جسمانی آرام کا تحفظ رکھا جائیگا بلکہ روحانی ضرورت کا بھی پورا پورا انتظام ہوگا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ان مقامات و اغراض کے لحاظ سے جو احمدی جماعت کی خصوصیات ہیں۔ ایک احمدیہ کالج کی ضرورت ہے۔ جو انشاء اللہ کسی نہ کسی روز دارالامان ہی میں قائم ہوگا۔ مگر اس وقت کے لئے کچھ نہ کچھ ایسا انتظام ہونا چاہیے جس سے احمدی طلباء ان اثرات و تکلیفات سے محفوظ رہ سکیں جو دوسرے کالج کے قیام و تعلقات میں ہونے لگے ہیں۔ سو اس کے لئے حضرت فاضل عمر خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ عنہ ہوسٹل کی تعمیر فرمائی ہے۔ یعنی تمام کاجوں کے احمدی طلباء اگلے ایک مکان میں رہیں تاکہ وہ اپنی روحانی تربیت اور مذہبی ارکان کی پابندی کا بھی پورا پورا اہتمام رکھ سکیں۔ اور کسی خراب صحبت میں نہ پڑ کر اپنی روحانیت کو زائل نہ کر دیں یا کم از کم اپنی ترقی کو روک نہ لیں۔ اس ہوسٹل میں صحت جانی کے ساتھ تعلیم روحانی کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ اور ایک انتہائی واعلم بزرگ سلسلہ روزانہ درس قرآن مجید دیا کرینگے اور نائے باجماعت پڑھائیں گے۔ اور ہر قسم کی نگرانی کی جائے گی۔ اس لئے احمدی طلباء کے والدین کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو اسی میں ریشہ اختیار کرنے کی ہدایت کریں۔ بلکہ حکم دیں کہ چونکہ اگرچہ مجھے امید نہیں کہ جو محتسب بعض طلباء کسی غیر احمدی لڑکے کی دوستی کے لحاظ اپنے بعض غیر احمدی احباب کے طعنوں سے بچنے کے لئے یا ان پابندیوں سے ڈر کر جو ان کی روحانی و اخلاقی و تعلیمی نگرداشت کے لئے ضروری ہیں۔ بعض خیالی و تکلیفناک پیش کردہ اس ہوسٹل میں رہنا چاہیں۔ اور

اور اپنے والدین اور مریدوں کو بھی اپنا خیال بدلنے کی کوشش کریں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اپنے بچوں کے لئے اس ہوسٹل کے بغیر انہیں کسی اور جگہ میں رہنے کی اجازت نہ دی جائے۔ اور اگر کوئی مشکل ہو یا تکلیف پہنچے تو ہمتم ہوسٹل (جو سکریٹری انجمن احمدیہ لاہور بھی ہیں) کو لکھیں۔ اگر بھی شکایت نہ ہو تو براہ راست حضرت خلیفۃ المسلمین کے حضور عرض کریں۔ انشاء اللہ فوری توجہ ہوگی۔ اور جائز شکایت رفع کر دی جائے گی۔ کوئی قومی کام بغیر قرآنی اور تعلیمی اٹھانے کے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اگر ابتدائیں تکلیف بھی ہو تو خوشی سے برداشت کرنی چاہئے۔ کیونکہ جو سعید طلباء اس محارت کی بنیاد بیٹھیں گے۔ وہ اپنے پیچھے آنے والی نسلیں پر بڑا بھاری احسان کیسے کریں گے۔ پس جو عزیز کالج میں اپنی تعلیم جاری رکھنے کے لئے داخل ہونا چاہتے ہوں وہ اپنا فرض سمجھیں کہ انہوں نے احمدیہ ہوسٹل میں رہنا ہے۔ ان کے والدین کو چاہئے کہ وہ براہ در عبد الحمید صاحب میر آر۔ بی۔ ریلوے۔ سکریٹری انجمن احمدیہ لاہور کو ابھی سے اطلاع دیں۔ تاکہ لوگوں کی تعداد کے مطابق مکان وغیرہ کا بندوبست کیا جائے۔ یہ مضمون حسب الجملہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی لکھا گیا ہے۔ اس لئے ضروری نہیں سمجھا گیا۔ کہ الفاظ کے ذریعہ جوش پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اپنے مطلع و آفاق کے نشاء کو پورا کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ جو احمدی طلباء کاجوں میں پہلے ہی سے داخل ہیں۔ ان کے لئے بھی ہرگز جائز نہیں کہ وہ کچھ ہوسٹل کے سوا کہیں اور رہیں۔ ان کے والدین اور مریدوں کو چاہئے کہ انہیں احمدیہ ہوسٹل میں داخل کر دیں۔ بصورت خلاف ورزی اس کے بدنتان مجھے وہ خود ذمہ دار ہوں احمدیہ ہوسٹل میں رہنے والے طلباء و ائد کے برگزیدہ خلیفہ وقت کی دعاؤں سے خاص حصہ پائیے۔ جو ان کے لئے ناکامیوں سے بڑھ کر نعمت اور ہر قسم کی آزادی سے قیمتی آزادی ہے :

احمدیہ ہوسٹل لاہور

حضرت خلیفۃ المسیح کی برکات میں سے ایک بھی ہے کہ

حضور کے زمانہ میں ایک احمدی ہوسٹل لاہور میں کھولا گیا۔ جس میں احمدی طلباء کے رکھنے اور ان کے کھانے پینے کا انتظام کیا گیا اس ہوسٹل سے غیر احمدی طلباء بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ لاہور جیسے شہر میں کھلے ہواد لڑکھانوں کی جو قلت اس کا وہ لوگ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ جن کو کبھی ہو میں رہنے کا اتفاق ہوا ہو۔ کاجوں کے ساتھ جو ہوسٹل میں انہیں کافی گنجائش نہیں۔ تیرہ مہینوں غیر احمدی طلباء کے ساتھ ایک غیر احمدی طلباء کا رہنا معین ثابت نہیں ہوا۔ ادا کو اپنے مذہبی و اخلاقی ادا کجی میں وہ آسانیاں نہیں۔ جو ایک احمدیہ ہوسٹل میں باسانی میسر ہو سکتی ہیں۔ اس لئے ایک نہایت عمدہ ادا کھلے ہوا دار مکان میں احمدیہ ہوسٹل کھولا گیا ہے جو طالب علم و ادا رہنے ہیں۔ انکو علاوہ سب طرح آرام کے یا بھی بٹا فائدہ ہے کہ وہ سب ملکہ باجماعت نماز ادا کر سکیں انٹرنس کا نتیجہ کمال ہے۔ جو درست لاہور کا اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ ضرور احمدیہ ہوسٹل میں اگر قیام کریں تاکہ اسے عبد الحمید سکریٹری انجمن احمدیہ لاہور

## ترجمہ القرآن انگریزی کی اشیا میں امداد کرو

ترجمہ القرآن انگریزی پارہ اول اب چھپ کر بالکل طیار ہو چکا ہے۔ احباب کو چاہئے کہ اسکی فروخت کے واسطے خوب سعی کریں۔ سردست چند روز کے واسطے عاجز مدد اس میں اگر اپنی خریداری کیلئے آرڈر دیاں آجائیں تو یہاں تا جہاں لیجھانے کے خرچ میں کفایت ہو سکتی ہے۔ احباب کو چاہئے کہ بارے میں لوگوں کو اپنے طور پر فروخت کا انتظام کریں۔ پھر بارے کی فروخت جو سرمایہ جمع ہوگا۔ اسی سے دوسرے بارے کا کام شروع ہوگا۔ لہذا اسکی فروخت میں بہت جلد کوشش کرنی چاہئے۔

General Doctor  
House  
Meylapore  
Madras

محمد صادق عفی اللہ عنہ

نوٹ ۱۔ مدراس ہوسٹل میں اردو نہیں جانتے۔ اس واسطے پتہ ہمیشہ انگریزی میں لکھنا چاہئے۔ انڈیکس بھی مدراس ہی رہا نہ کیا جائے۔ جن صاحبوں کو نہ پہنچے وہ منگو الین :



میں رہنے والے خدام میں سے بعض کا نام نہیں جانتے  
چہارم۔ آپ نے کھانے کی خدمت میں کھانے کا  
صاحب کو اپنی خلوت میں بھیج دی۔ افسوس ہے کہ  
مذہب قدس کو عمومی گدی نشینوں کا ایسا ایک گدی نشین  
سمجھا ہے جیسی تو آپ ان کے لئے خلوت عام اور  
خلوت خاص تجویز کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت اقدس  
میں اس قسم کی کوئی شادیت نہ تھی۔ آپ دربار عام میں  
ہر مسافر سے ملتے اور جس کو میرا نا آپ کے نزدیک ملے  
جاتا اور جس سے تیرا ذکر دیکھا اور ہر صفت حضور کے گھٹنے  
سے گھٹنا مل کر شرف انداز صحبت میں اور مولانا حکیم  
نوالہ میں بہت دور بیٹھے ہیں۔ آپ کی مجلس میں یہ طریق  
نہ تھا کہ بڑی بڑی شخصیتوں کو آگے بٹھا لیا جائے اور  
غیر بار کو پیچھے کر دیا جائے یا کسی کو خلوت خاص میں جگہ  
دیجائے۔ اس کی کو دربار عام میں۔ ہاں یہ اور بات  
ہے کہ آپ کسی گھر سے بیٹھے ہوں اور وہاں اتفاقاً صاحب  
صاحب کو بھی بار یا کسی کا موقع مل گیا ہو۔ یا انہوں نے  
درخواست کی ہو کہ میں الگ ملنا چاہتا ہوں۔ اور  
حضور نے ان کی التجا کو شرف قبولیت بخشا ہو۔  
پنجم۔ تعریف کی ہے۔ کہ احمدیوں کا امام محمد کے  
انداز گفتار کو نماز پڑھتا ہے۔ اور یہ جنونیوں کے نزدیک  
ناجائز ہے۔ شریعت صاحب کو پھر یہ معلوم نہیں کہ جس  
سید مبارک میں حضور نماز پڑھتے تھے اس کا محاب  
ہی کوئی نہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ کی مسجد کا کوئی محاب  
نہ تھا۔ البتہ اس سید کے تین چھتے تھے۔ درجہ اول  
میں امام نماز

عبد	ج	ب	و
-----	---	---	---

ایک یاد اور شخص بھی کھڑے ہوتے تھے۔  
ششم۔ یہ بالکل غلط ہے کہ حضور اپنے ہی حجرے  
میں کھڑے ہو گئے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ آپ ہمیشہ مسجد  
مبارک میں شریف لاکر اور بعد میں امام کے ساتھ کھڑے  
ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ اور اگر حقہ ہو گا تو پھر بھی  
گیا ہو تو یہ غلطی ہے۔ کیونکہ یہ تو مسجد ہے۔ پھر شریف  
از روئے قرابت اسلام ثابت کریں کہ مسجد کے ساتھ

بائیں یاد میں کوئی کمرہ ہوا اور اس میں صفت کے برابر  
کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے۔ میں اس کی مثال احادیث  
میں سمجھتے دکھانا سکتا ہوں۔ لیکن یہ اس صورت میں  
ہے جب تسلیم کیا جائے کہ حضرت اقدس صاحب  
یاچ میں نہ تھے بلکہ اس کے چہلو کے کمرے میں کھڑے  
اندھے تھے جس کی تردید خود ہی کر دی ہے۔ اور پھر  
عاجی صاحب بھی وہاں کھڑے تھے۔ حکایت چاہے  
مفہم۔ بیان کیا ہے کہ حضرت ایک رکعت کے بعد غازی  
نیت توڑ کر کھڑے گھر چلے گئے۔ اگر کسی ہادی کے غلبہ کی  
وجہ سے ایسا ہوا ہو۔ تو محل اعتراض نہیں۔ حضور کو کبھی  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹنگ کے مطابق دور ان سر  
اور برد اطراف کا مرض تھا۔ اور یہ وہ درد چادر میں تھیں  
جو روزانہ سے خدائے اپنے سچا کے لئے بطور خلعت  
خاص مقدر فرمائی تھیں۔ پس مرض کے دور سے یہ حالت  
میں نمنا ز جوڑے پھر ہو کر ایک عذر شری ہو  
لیکن اس پر یہی ہنسی ادا نہ کی کوئی غیر معمولی بات نہیں  
جب کبھی وہی نائل ہوتی ہے تو آپ بیتاب ہو کے اندر  
چلے جاتے ہیں۔ ایک نہایت ہی دوسلما مجھے معاف فرمائیے  
سنہا عیادت ہے۔ مولانا کو یہ حق تو حاصل ہے کہ وہ وہی  
آپ کی صداقت کے نشانوں کا ہم سے مطالبہ کریں۔ مگر  
ان کو یہ نہیں کہ وہ ایک بات کا نام ہی بلکہ پھر اس کے  
نزدل پرستخو دستخط سے کام لینا ایک گھڑی کا یہ حق ہے  
کر مجھے براہ راست ہوا تھا۔ کوئی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دینا  
مرگی کا عارضہ تھا جسے ان کے فحش اعتقالات و وحی  
سے تعبیر کرتے تھے۔ آج مولانا شریف اس سے بھی  
زیدہ صدر پنی یا کیونکہ یہ حق ایک ایسے بزرگ کے  
قلم سے نکلا ہے۔ جسے دعویٰ اسلام ہے۔

ہشتم۔ ارشاد ہوتا ہے کہ حاجی صاحب پر کچھ اثر نہیں  
پڑا۔ یہ تو ایک الگ مقصود میں (بشرط ضرورت) بتا دینا  
کہ حاجی صاحب پر کیا اثر پڑا لیکن یہاں میں صرف اتنا  
ہی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر حاجی صاحب پر اثر نہیں ہوا  
تو اس کا دلیلی بھی یہی ہے۔ حضرت مسیح موعود کا  
کیا بلکہ ایک کی کا متاثر نہ ہونا آپ کے صدق دعویٰ پر  
سورہ ہے کئی بے حیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

میں گئے۔ پھر جیسے کہ آئے۔ مجھے دیئے ہی کو رسد ہو گیا  
چلے گئے۔ تو پھر کیا یہ امر شان تمام ثبوت میں قانع ہوا جو  
شان قائم الخلفاء کو گھٹا نیلا ہو گا۔ حاجی یا حق اللہ ہو  
سے بہت بڑی شخصیتیں جو علم فضل میں اپنا نظیر نہیں گھٹیں  
میرے سید مولا کے بزرگ کے قدحوں کا خلیات ہی گھٹیں  
کا سر نہ بنانے والی موجود ہیں شریعہ اللہ تعالیٰ۔ آخر میں  
مولانا عبدالحلیم صاحب شریعت کی خدمت میں درخواست کر کے  
کہ وہ مہربانی فرما کر ان غلط افہامات کی تردید کریں اور انداز  
جس کام میں گئے ہیں اسی میں لگے ہیں اور شریعت کو بن  
میں قدم نہ رکھیں کہ ان کے لئے بہت خطرناک ہے۔

## پیغام والوں کے دور دور تخیری مباحثہ بھی فرار کیا

ناظرین کو معلوم ہے کہ  
میلے پیغام والوں خود  
ایہی تخیری مباحثہ کی دعوت  
کی لیکن آخر شریعت کا تقاضا  
ہونے دیا۔ حالانکہ ہمارے

قائم قادیان سے پیکر لاجہ ان کے مکان تک پہنچے۔ پھر  
محرز کسان کا سوال اٹھا۔ مجھے اعلان کیا کہ گھر چھوڑ دو اور  
سوالات کا جواب کسی غیر احمدی پرچے میں بھیج دینا۔ یہ بھی  
مانا۔ پھر دور دورہ تخیری مباحثہ کا جیلج ویلجہ بھی ہم نے منظم  
کیا اور اس کے متعلق انہی کے مقالات کے مطابق ایسی مضامین  
پیش کیں کہ دوست تو دوست حمید سے مزید دشمن ساؤز اگر  
نے بھی کھدیا کہ شریعت نہایت معقول ہے۔ اب جیسا خدا میں  
انکلی شریعت چڑی ہو۔ اول تو یہ کہ سب سے پہلے ہر حال لاہور ہو گا  
یعنی ہم ترسب کچھ چیزیں جو اگر اور گناہیں دیکر وہ چاروں صاحب  
ساتھ میں ہیں من ساخت میں گذار دیں اور ایک فرقہ مزے  
سے گھر بھجوا رہے یہ کہاں کا انصاف ہے۔ رد مہ کہ بچے کہاں  
تھا۔ نماز نہ پڑھتے صرف بوت کا جو اس کا فیصلہ ہو گا تو سب  
باتوں کا فیصلہ ہے مگر اب دس گیدہ باتیں کھدی ہیں کہ سب  
بات پر علیحدہ علیحدہ بحث ہو۔ اور پھر ہم پیغام والے) اخیر  
میں یہی سوکر ایسی باتیں اور پیش کریں گے۔ یعنی اگر رسول کیلئے  
ایک ایک روزہ ہو تو کم از کم ۷۰ دن میں مباحثہ ختم ہو سوسم  
یک پہلے کہتے تھے ہم مباحثہ چلے کر ناچاہتے ہیں چنانچہ ہم نے  
کچھ افراد فرقہ کے دور رسوادی ہوں اس میں ہی غیر احمدی

کے پیغام والوں کے ساتھ ہونے والے مباحثہ میں شرکت کرنے سے انکار کیا ہے۔ کیونکہ ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہماری حقانیت کو بے جا شک و شبہ پیدا کرے اور ہماری حقانیت کو بے جا شک و شبہ پیدا کرے۔

# لمعات

قرآن مجید میں کوئی  
اختلاف نہیں  
نمبر ۲

آری گزٹ لاہور اپنی ۱۳ مارچ کی اشاعت میں آیت و اذابتنا آیت مکان ایۃ واللہ اعلم بما یزل قالوا انما انت متفلط بل اللہ ہم لا یعلمون ۵ اور آیت ما یدلک القول لدی وما انا لظلام للعبیدہ پیش کر کے اختلاف ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور لکھتا ہے۔ دیکھو کتاب اختلاف ہے کہ ایک جگہ بدلنا آیا ہے۔ جسکے معنی میں ہم نے بدلا۔ اور دوسری جگہ بایں آئی ہے۔ جسکے معنی میں نہیں بدلتا۔ اسی طرح پھر آیت و اما الذین سعدوا ففی الجنة خالدین فیہا ما وامت السموات والارض۔ اور دوسری آیات اذ اللہ کشطت اور اذ اذکت الارض وکاد کا پیش کر کے اعراض قائم کرتا ہے کہ آیت اول میں جنت کو سموات اور ارض کی موجودگی کے ساتھ وابستہ کیلئے ہے۔ اور دوسری آیات صاف ظاہر کرتی ہیں کہ آسمان اور زمین تباہ ہو جائینگے۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ جنت بھی اسی وقت تک ہے جب تک زمین و آسمان ہے۔

ہم اخبار الفضل نمبر ۱ میں بھی لکھ چکے ہیں کہ تصدیق کی گئی ہے کہ ان لوگوں کی آنکھوں پر ایسی بندی ہے کہ نہ تو قرآن شریف کے ربط کو دیکھتے ہیں نہ سیاق سابق کو۔ نہ عربی زبان کی خصوصیات بلاغت کو۔ نہ اس کے محاوروں کو۔ نہ قرآن فریق کے شان نزول کو اور نہ اسلوب قرآن کو۔ بغیر ان باتوں پر غور نہ کرتے ہوئے ایک آیت لی۔ اور اس پر اعتراض کر دیا۔ مذکورہ بالا دونوں اعتراض بھی اسی تباہی میں کیے گئے ہیں جس میں ہمارے سامنے سیاق سابق پر غور نہیں کیا۔ تا ان حد تک آیتوں کے معنی آپ پر کھل جائے۔ اور دوسرے اعتراض کرنے میں بھی قیول کے سیاق سابق محاورہ عربی نہیں دیکھا۔ اور کل آیت پر غور نہیں کیا۔ بیٹے۔ ہمارے مناسب! پہلے اعتراض کے متعلق آیت موعودہ لکھ کر توفیق کے متعلق ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ و دوزخوں سے کہے گا کہ یہ ایک فیصلہ

ہمارا پہلے سے ہے کہ ہر ایک کفار عنینہ ملعونہ لغیر مقتدر یبشرک کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ اسے برعلا نہیں ہو گا۔ اور آیت و قبل الذکر دنیا کے متعلق ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ اپنے نشانوں کے بدلنے کا ذکر فرماتا ہے۔ جو مختلف نشانوں کے مختلف وقتوں میں نبیوں کی صداقت اور پائی اور مومنوں کی مضبوطی کا کئے لئے کرتے رہتے ہیں۔

اب ان دونوں آیتوں میں کسی قسم کا اختلاف ہی نہیں ایکٹ مضمون کچھ اور ہے اور دوسری کچھ اور اختلاف تو اس وقت ہوتا ہے۔ جب دونوں کا ایک مضمون ہر ایک بیان میں تناقض ہو۔ لیکن جہاں مضمون ہی مختلف ہو وہاں کہا گیا کہ بیان میں چونکہ تناقض ہے۔ اس لئے یہ اختلاف ہے درست نہیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ نشانوں کی تبدیلی اور ہر نبی کو الگ الگ معجزوں کا دیا جانا۔ خدا تعالیٰ کی لا انتہاء قدرت کا مثبت ثبوت نہ کرے گا۔ اور یہ محسوس بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم تو ایک نشان بدل کر دوسرے نشان۔ دوسرے لکھ کر غیر انسان دیتے ہیں مگر وہ ایسے بدلتے ہیں۔ پھر بھی کچھ منقری کہتے ہیں۔ اور اگر اس آیت کے معنی کلام اللہ کی آیت ہی کے لئے جوابی تو بھی کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ کیونکہ کامل و حادق حکیم جوں جوں مصلحت کی حالت بدلتی ہے۔ نسخہ بدلتا جاتا ہے۔ اس سے حکیم کی قیادت پر حیرت نہیں آتا۔ کیونکہ مصلحت بدلنے پر نسخہ بدلتا ضروری ہے۔ پہلے وید و تورات و انجیل میں بعض الزمان بعض القوم قانون تھا۔ پھر عرب دنیا اپنے کمال کی حد کو پہنچ کر ایک شہر کے حکم میں آ گئی۔ تو قانون بھی مکمل و باقی۔ اس حکمت کو بعض اوقات نہیں سمجھتے۔ اور چاہتے ہیں کہ جو قیض ایک سال کے پھر کے لئے تھا وہی جوانی میں اس کے کام آئے۔ اور ما یدل القول میں قول سے مراد وعدہ ہے۔ یعنی جو بات ہم نے کہی۔ کہ کفار عنینہ اور مشرک دوزخ میں ڈائے جائینگے۔ وہ نہیں بدلتی۔ اور تمام جہان کے خدا کی کتب الہیہ دیکھ ڈالو۔ کسی میں یہ نہیں لکھا۔ کہ خدا تعالیٰ کے احکام کے حکم مرزا نہیں پائینگے۔ بلکہ انعام لایا گیا اس صورت میں بھی بائبل القول لدی شکایت ہے۔ اور

اذابتنا آیت بھی اپنے محل پر درست ہے۔

جواب اول۔ آیت و اما

دوسرا اعتراض

الذین سعدوا ففی الجنة فیہا ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک ما عطاء غیریہ وذو میں دنیاوی زمین و آسمان کا ذکر ہی نہیں۔ بلکہ ففی الجنة فیہا ما دامت السموات والارض یعنی جنت کا جو آسمان اور زمین جب تک ہے قائم میں۔ اس وقت تک جنت بھی ہے۔ اور جو زمین اور آسمان کے متعلق آیات آریہ ہمارے پیش کی ہیں۔ وہ اس دنیاوی زمین و آسمان کے متعلق ہیں۔ اور اس بات کا ثبوت کہ جنت کا آسمان اور زمین اور جو قرآن شریف خود دیتا ہے۔ فرماتا ہے۔ والارض جمیعاً فیصلتہ یوم القیامۃ والسموات مطوئین بیجہنیہ۔ یہ ظاہر ہے کہ جنت۔ قیامت قائم ہو کر رہیگی۔ اور یہ زمین اور آسمان قیامت کے دن قبضہ میں کر لئے جائینگے۔ اور لپیٹ لئے جائینگے۔ پھر فرماتا ہے۔ وجنۃ عرضہا کعرض السماء والارض جنت کی چوڑائی زمین اور آسمان کی چوڑائی کے برابر ہے۔ ایک طرح خیال ہو سکتا ہے کہ یہی زمین و آسمان وہاں ہو گئے۔ کیونکہ یہ موجودہ زمین و آسمان تو اس جنت کے عرض کے برابر ہیں۔ پس ضرور ہے کہ اس کا آسمان و زمین اور ہو۔ پھر ایک اور آیت میں تصریح سے اس بات کو بیان فرمایا ہے۔ کہ جنت کے زمین اور آسمان اور ہونگے دیکھو سورہ ابراہیم دوسرے فرماتا ہے۔ یوم تبدل الارض غیر الارض والمسمات و بوز و الذل لاواحد القہار۔ اس آیت میں صاف فرمادیا۔ کہ اس دن زمین اور آسمان اور ہوں گے اور یہ زمین و آسمان بدل دئے جائینگے۔

مادامت السموات والارض  
جواب دوم  
حادثات عرب میں ہونے کے متعلق میں استعمال ہوتا ہے۔ عربی زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ کلام عربی میں کسی کے معنی پیدا کرنے کے لئے اس کی جڑوں سے شبہات قائم کی جاتی ہے۔ جو شروع نظام عالم میں ملتی ہیں۔ چنانچہ وہ عربی کے لئے ہمیشہ زندہ رہتے



کی دعا کرتے ہوئے کہیں گے کہ تو ہمیشہ زندہ رہ۔ جب تک کہ  
سودھ چڑھتا رہے۔ یا تو ہمیشہ زندہ رہے۔ جب تک کہ  
پرندہ اٹھتے رہیں۔ تو ہمیشہ زندہ رہے جب تک کہ ریا  
چلتے رہیں۔ اس طرح یہاں مادامت السموات  
والارض مستقل ہوا ہے۔

**جواب سوم** ہم کہہ رہے ہیں کہ یہاں تک ظاہر کہ ہے  
مادامت السموات کے معنی ہی زمین آسمان بھی کہیں۔ قول  
یشاء اللہ۔ ایسا تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہی  
قادر ہے کہ وہ جنت کو قائم رکھے۔ اگر وہ چاہے۔ اور  
عطا و غنی ہے و ذہابا کہے کہ اللہ کا یہ چاہنا ضروری  
ہو گا۔ کیونکہ اسکی بخشش غیر منقطع ہے۔ یہی جنت ہمیشہ  
کے لئے ہے۔ اور آسمان کا شکست اور زمین کا دوا کا  
پہنچت کی دعا مست پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتا۔ کیونکہ  
یہ قیامت کے پہلے کا ذکر ہے۔

**اخبار عام فوراً**  
ترویج شیعہ مکرر  
لکھنے والا مسلمان "میلہ  
شالامار باغ لاہور کی کیفیت

کے ضمن میں ایک نہایت خطرناک پہنچان بندی کا مرتبہ  
ہے۔ جہر نہ صرف نام نہاد مذکر بلکہ اخبار عام بھی سخت  
مواخذہ کا مستوجب ٹھہرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ درباری  
فرقہ احمدی کی طرف سے ہریت سے اشتہار دیکھ گئے  
تھے کہ سچ موعود آچکے۔ اب ہمدی اور خرد جلال کی  
آمد آمد ہے۔ خرد جلال تو رہیں گا مگر کچھ لوہا و عیسیٰ یوں  
کا زور دنیا میں ہو چکا۔ وغیرہ وغیرہ بہتے الفاظ  
مکرر انگریزی کے برخلاف بھی تھے۔ نہ معلوم کہیں  
المان پولیس نے ایسے اشتہار گورنمنٹ کو پیش نہ کئے  
یا کہ انہی نظروں میں نہ چڑھ سکے۔

نہیں معلوم وہ اشتہار کیسے کیسے شائع ہوا۔  
اور اسکی اصل مضمون کیا تھا۔ لیکن اصولاً یہ امر ہرگز  
باور نہیں آسکتا کہ کوئی احمدی اور ایسا اشتہار شائع  
کرے۔ جب گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت کرے گی تو

کیونکہ جب اپنی گورنمنٹ کی تیر خواہی اور بغاوت کے تمام  
طریقوں سے اجتناب کرنا خود باقی سلسلہ علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کی شرائط بیعت میں سے ہو تو احمدی جو کہ  
کیونکہ کوئی شخص ایسی افوسناک اور پرخطر حرکت کی جرأت  
کر سکتا ہے جس سے جماعت احمدیہ کی شہرہ آفاق ٹاٹھی  
پر صحت گرنے کا اندیشہ ہو۔ احمدی قوم کا کیونکہ ایسا  
ہی خدا کے فضل سے ایسا روشن اور بے دغ ہے کہ  
تمام انگریزی حکام بھی اسکی طرف سے ہی طرح آجھا رہے  
ہیں۔ اور اگر انہم کو حق پرستی جانیے اسکا اعتراف  
ہو چکا ہے۔ اسسلسلے میں حکام میں اپنی ہریش منشا  
کرنے کی مطلق ممانعت نہیں۔ لیکن جو قابل ملامت غلط  
فہمی پھیلانے کی اخبار عام نے حقیقت حال سے  
بخوبی واقف ہونے کے باوجود کوشش کی ہے۔ وہ  
مرد محتاج ترویج ہے۔ ہم عصر مذکور کے برہم پوٹرام کے  
مسلمان کا ہیں اپنا فکرو نہیں۔ کیونکہ ان لوگوں کی انجمن  
بر تو صدق حق کی عداوت کے جہل و غصب کے بندے وال  
رکھے ہیں۔ اور وہ جان و بوجھ کے پار سے خلاف مریع افترا  
پر داری اور دغ بیانی کو بھی میں کاروبار سمجھتے ہیں۔

تعب اور افسوس تو اخبار عام پر ہے۔ جب کہ اس  
بالکل بے بنیاد رپورٹ کو شائع کرنے میں کچھ بھی آل نہیں  
واحتیاط سے کام نہیں لیا۔ ہم عصر مذکور ایک پرانا  
اخبار ہے۔ اور کئی حالات کا اچھا واقف و تجربہ کار پھر  
سلسلہ احمدیہ کے امام اور اسکے متعصب سے ذاتی طور پر  
آگاہ۔ اس لئے اسکی شائع کردہ یہ بے مہود بیان سلسلہ  
علیہ احمدیہ کا ایک صحیح لائبل ہے جسکی جو ابرہی اسکے  
ذمہ عاید ہوگی۔ اگر وہ فوراً اسکی ترویج و تکالیف سے اپنا  
فرض ادا کرے۔

ہم عصر موعود کے پیچھے جتنی ذرہ ہے کہ عیسائی مذہب  
اور جہیز ہے۔ اور سکرانچر جہیز جہیز ہے۔ دیکھ سکتا ہے  
کیا یہ سچے جو شخص سرری و تفتیش بھی رکھتا ہو۔ اسکی  
امر ہرگز پوشیدہ نہ ہو گا۔ کہ جہاں ایک طرف برٹش گورنمنٹ  
کی وفاداری اس سلسلہ کی امتیازی خصوصیات میں  
ہے۔ اس کے ساتھ ہی دیگر خاصا سبب بالکل کے ساتھ  
موجودہ بھی مذہب کا علانیہ ابطال بھی شروع سے احمدی

کا ایک اہم کام رہے۔ کیونکہ یہی برٹش گورنمنٹ کی برکات  
میں سے ایک قابل قدر و لائق شکر گذاری مسلمان عام ہے  
کہ اس نے جہاں اہل مذاہب کے لئے اپنے دین کی اشاعت اور  
دیگر مذاہب پر تہذیب و متانت کے ساتھ اظہار و قیمت کی  
آزادی دے رکھی ہے تاکہ اسکی پیاری رباب کو اظہار حق کو  
تلاش مقصود میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ اور عقیدہ دیکھ بے شمار  
احسانات کے جو برٹش گورنمنٹ کے رابا پر ہیں۔ یہ مذہبی  
آزادی ہی اسکی ایک بڑی خوبی ہے جسکی نظیر دنیا بھر کی حکومتوں  
میں نہیں دیکھ سکتی۔ اور جسکے سبب خدا نے تعالیٰ نے مسیح موعود  
کو اسکی قسملوں میں مبعوث فرمایا اور جسکی وجہ سے ہمارا سلسلہ  
بعض دیگر قوموں اور فرقوں کی طرح بطور ظاہر داری و برکات  
کے نہیں۔ بلکہ پوری بصیرت اور صدق نیّت کے ساتھ اس  
حکومت کا ممنون و مدلل ہے۔ کیونکہ اس کا قانون دین حق  
کی اشاعت میں صریحاً مساوی ہونے کی حیثیت خدا تعالیٰ  
کی ایک نعمت اور مجسمہ رحمت ہے۔

**نذر سے طلبی**  
سوی احمدیہ صاحب فتویٰ کے کانو  
بلا دیا جائے۔ مولوی شاد احمد صاحب  
ہیں۔ کہ اس کی آسان ترکیب یہ ہے۔ سب خرید کر لگادیں۔ اس  
فقیر سے ایڈیٹر انجمنیت کے دل کی غمی بات ظاہر ہوئی ہے  
واللہ عروج مآلک تم نکلتی۔ وہ یہ کہ ابو الوفا صاحب  
نشاء کتب کی تالیف و اشاعت نشر حق نہیں۔ بلکہ محض پیسے  
کمانا۔ چنانچہ ایسی نازک حالت میں بھی ان کو اپنے پیسوں کا خیال  
کتاب میں جاری بہا نہیں۔ بس موعود اسی انہنگ فی اللہ کہ موعود کو  
آیا تھا۔

**فاجعہ وایا اولی الالبصا**  
مظہر طمان اپنے پورے دنیا  
میں کہا تھا کہ سلسلہ احمدیہ اور  
محمود ہے کیا چیز اپنے ظلم کی ایک کشش سے اس تہی کو سناٹا  
ہوں۔ اس کے بعد ہی خدا کی فرستے ایسا انقلاب پیدا کیا کہ  
تھوڑے ہی عرصے بعد خدا اسی کے قدم کی کشش کی ہستی مرث  
گئی۔ پھر جبرائیل سے وہ بہتی مٹا چاہتے تھے یعنی زمین و آسمان  
بند ہوا پھر اس کا قائم مقام لعنت تھا۔ وہ بھی اپنے بھائی  
حاملہ۔ یہ نتیجہ ہے بڑے بولک۔ اور خدا کے برگزیدوں کی بے جا  
اور انکی جانب میں گستاخی۔ اور اسکے قائم کردہ سلسلہ کی جنگ

فاجعہ وایا اولی الالبصا

## وَمِنْهُمْ مَّنْ سَأَلَ تَائِيًّا مِنْ بَعْدِكَ كُنْ لَهُ أَجْرًا تَصَدِّقُ إِلَيْهِ

ایک صاحب نے چند سوالات مدد بازہ پیشگوئی اسما سے  
پیش میں جن کا جواب حافظ جلال احمد صاحب نے کیا  
ہے۔ اور حق یہ ہے کہ خوب کہا ہے۔ جزاء اللہ  
الحق الجبار۔ (ایڈیٹر)

**محبت الہیت** پہلا سوال۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۲

۱۲۰۔ مسئلہ ظاہر ہے کہ جو شخص محبت  
احد کے مغرب میں داخل ہوتا ہے۔ وہ انہیں طیبین میں  
کی وارث پاتا ہے پس جب حضرت علی خود ہی نہ تھے۔ تو  
مرزا صاحب کیونکر ہو گئے؟

جواب۔ آجئے شاید بغیر حضرت مرزا صاحب کی عبارت  
مندرجہ براہین احمدیہ کو نہیں پڑھا۔ درجہ کے سوال کا  
جواب۔ قرآنی عبارت میں ہی آگیا ہے۔ دیکھئے حضرت صاحب

فرماتے ہیں۔ افاضہ افراہم میں محبت الہیت کو بھی  
ہدایت عظیم داخل ہے۔ اس عبارت میں لفظ حق قابل غور  
ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت احدیت کے

مغرب میں داخل ہونے کے لئے الہیت سے محبت کرنے  
کے علاوہ کسی اور کی محبت بھی ضروری ہے۔ اور وہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کا ذکر اقبل کی عبارت اولیٰ

درود میں ہے۔ اس واسطے باللہ کے کشف میں بھی سب کو  
پہلے مرزا صاحب کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کہا  
اور بعد میں الہیت کے طلب یہ ہے۔ کہ خدائے تعالیٰ

کے مغرب میں داخل ہونے کے لئے (یعنی نبوت کا درجہ  
پانے کے لئے) کیونکہ نبی سے بڑھ کر کوئی مغرب نہیں ہو  
سکتا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت

بھی محبت کا جو ضروری ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ  
قیامت کے روز خدا تعالیٰ بعض مہاجرین سے کہے گا کہ میں بھیجو کا تھا  
تم نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ میں نہنگا تمام نے مجھے کپڑا

نہیں پہنایا۔ وہ جواب دیں گے کہ تو قرب العالین ہے۔ تو  
کب بھیجو کا خاکہ مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ اور تو کب

ننگا خاکہ مجھے کپڑا نہیں پہنایا۔ خدا تعالیٰ فرمائیگا  
کہ میں ایک پیارا بندہ تم میں بھیجو کا راتم نے جو اسکو کھانا  
نہیں کھلایا۔ گویا میں بھیجو کا تھا۔ اور تم نے مجھے کھانا

نہیں کھلایا۔ اور میرا ایک پیارا بندہ تم میں نہنگا رہا۔ تم نے اسکو  
کپڑا نہ اوڑھایا۔ گویا میں نہنگا تھا۔ اور تم نے مجھے تم نے کپڑا

نہیں دیا۔ اس واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت  
کا دعویٰ رکھنے والا جو دوسرے میں تب ہی سچا ہو سکتا  
ہے۔ جبکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپنے اور حقیقی

اہلیت سے ہی محبت رکھتا ہو +  
پس طیبین ظاہرین میں اولاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
مراد ہیں۔ اور پھر آپ کے اہلیت بھی۔ پس ان کے علوم و

معارف کا وارث نبی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مورث اعلیٰ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ آپ فی حدہم اقتدا  
پر غور کریں کہ تمام انبیاء سابقین کے متفرق کمالات اپنے ان

جمع کے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے بڑھ  
گئے۔ یہی صورت حضرت مرزا صاحب امیر اہل بیت طیبین  
ظاہرین کو اس میں دیکھو اولیاء اللہ و مجددین امت بھی

شامل ہیں۔ ان کے کمالات اپنے اندر لے کر ان سے  
بڑھ گئے۔ اور جو کران میں متفرق طور پر تھا۔ جب آپ میں  
مجموعی طور پر آگیا۔ تو آپ نبی بن گئے۔ اور وہ نبی نہ تھے۔

**حضرت علی کے نبی** یہ سوال کہ حضرت علی نبی کیوں  
ہوئے۔ اور دیگر اہل بیت  
نہ ہونے کی وجہ یہ مرتبہ کیوں پایا۔ اس کا جواب

یہ ہے کہ اگر حضرت علی یا دیگر اہل بیت کامل طور پر آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اور معارف کے وارث ہوتے  
اور ضرورت زمانہ آپ ہی متقاضی ہوتی تو ضرور وہ بھی نبوت

کا درجہ پاتے۔ کیونکہ قرآن کریم میں الہی ہے۔ ومن یطع  
اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ  
علیہم من الذینین والصدیقین والشہداء

والصلحین۔ کہ جو اللہ اور رسول یعنی حضرت نبی کریم  
کی اطاعت کرتا ہے۔ وہ حسب مرتبہ الامت نبیوں میں  
شامل ہو سکتا ہے۔ صدیق بن سکتا ہے۔ شہید اور صلح

بن سکتا ہے۔ یعنی اگر قابل اطاعت کرنا لایا ہے۔ تو نبی  
اس سے کم ہو گا وہ صدیق اور اس سے کم شہید

اس سے کم صلح کا مرتبہ ہے پس حضرت ابوبکر صدیق تھے  
حضرت عمر عثمان علی وغیرہ شہید تھے۔ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم جامع جمیع کمالات ہیں۔ پس جو شخص ان کا کامل

نہ ہو وہ تمام علوم و معارف کا وارث نہیں ہو سکتا۔  
(اس واسطے وہ نبی بھی نہیں ہو سکتا۔ اسکی مثال بول ہو سکتی  
ہے کہ قرآن کریم کے تیس پاروں کو یاد کرنے والا حافظ

کہلا سکتا ہے۔ لیکن متعدد اشخاص میں سے کسی نے اللہ  
پارے یاد کئے ہوئے ہیں۔ اور کسی نے دس اور کسی نے  
بڑے۔ ان میں سے کوئی بھی حافظ نہیں کہلا سکتا۔ لیکن جو شخص

ان سب کا وارث ہو وہ تیس کے تیس پاروں کا یاد  
کرنا والا حافظ کہلائے گا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
گویا حافظ تھے۔ الہیت اور ان کے متعلقین بعض جزئی

کمالات کے وارث تھے۔ درجہ بھائی اہل بیت و من یطع  
اللہ والرسول وہ ضرور نبی بنتے۔ پس جو شخص حضرت  
احد کے مغرب میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیبین

ظاہرین کی وارث پاتا ہے۔ یہ جو شخص کا لفظ فرد واحد  
ولایت کر سکتا ہے۔ یعنی ایک ہی آدمی جو ان متعدد طیبین  
ظاہرین متفرق کمالات کے وارثین کا تنہا مجموعی طور پر وارث

ہو گیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والے  
کے لئے ضروری ہے کہ وہ آپ کے اہلیت سے محبت بھی کرے  
کیونکہ متفرق طور پر وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

کمالات کے وارث ہیں۔ جو ان سے محبت نہیں کرتا۔ گویا  
آنحضرت کے ان کمالات کی ہتک کرتا ہے جو متفرق طور پر  
انہیں پائے جاتے ہیں۔ پس اول تو آنحضرت کے علوم و

معارف کا کامل وارث نبی ہو سکتا ہے۔ ایسے بے آنحضرت  
کے اہلیت۔ جو کہ آنحضرت کے متفرق کمالات کے متفرق طور  
پر وارث ہیں۔ جو مجموعی طور پر ان کا وارث ہو گا۔ وہ نبی

ہو سکتا ہے +  
**لا نبی بعدی معنی** پھر آپ نے جو حدیث کہی ہے قال  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یا علی انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انہ  
لا نبی بعدک۔ ایک جنگ پر جاتے ہوئے آنحضرت نے  
حضرت علی کو یہ کلمات فرمائے تھے۔ اور کلمات کہنے کی

حکمت یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ قرآن کریم میں آیا ہے۔





## خطبہ جمعہ

از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح و المہدی فی الیدہ  
فمردہ ۱۳ اپریل ۱۹۷۷ء

وما خلقتنا السماء والارض وما بينهما الا  
ذلك ظن الذين كفروا - فويل للذين كفروا  
من النار - امر يخل الذين آمنوا وعملوا الصالحات  
كالمنفدين في الارض - ام يخل المتقين كالنصارى  
(۲۶-۲۷-۲۸)

انسان بر بالا را وہ  
ہستی ہے !

ہے اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نام مخلوق  
میں سے ایک ہی ہستی ایسی ہے کہ جو اپنے انسا مادہ کی  
قوت رکھتی ہے مادہ جس کے اندر اس کے استعمال کی طاقت  
پیدا کی گئی ہے۔ اور وہ انسان ہے۔ بڑے بڑے کر کے  
زمین کے علاوہ آسمان پر ہیں۔ یعنی سورج۔ چاند اور ستارے  
پھر زمین اور اس کے اندر کی تمام اشیاء اور فاعلہ حیوانات  
ان تمام پر جو کر کے دیکھا جائے تو سوائے انسان کے سب  
کی صفت ایک خاص قانون کے ماتحت چلتی ہیں۔ اور اس کے  
قوانین اور احکامات نہیں ہو سکتیں جس رنگ میں طراز  
جس طاقت کے ساتھ خدا نے ان کو پیدا کیا تھا اسکے علاوہ  
نہ تو انہوں نے کسی بات میں ترقی کی ہے۔ اور نہ ہی ترقی  
بے جان چیزیں تو پیدا ہیں

حیوانات میں ترقی  
کیا وہ نہیں !

ہوئی ہے۔ غیر خداوں میں ہی رہتے ہیں۔ بندہ درخت کے  
اوپر۔ مچھلیاں پانی کے اندر زندگی گزار رہی ہیں۔ پرندے  
پرندے ہوا میں اڑتے۔ مگرمچھلیاں پانی میں۔ اور ان کے  
سب سے اس میں بھی تغیر نہیں ہوا۔ اور وہ علی اللہ

اصل نام کے ساتھ اضافہ کے طور پر اس نام کے رواج کے  
چلا آتا تھا۔ اس واسطے آپ کے نام کے ساتھ بھی غلام لگا دیا گیا  
چنانچہ حضرت مرزا صاحب کے والد نے اپنے دونوں بیٹوں کے  
نام دو گاؤں آباد کئے۔ ایک کا نام قادر آباد اور دوسرے کا  
نام احمد آباد رکھ دیا۔ خیال میں قدرت نے آپ کے نام  
ساتھ غلام اس لئے لگا دیا۔ کہ احادیث میں آئے ہے کہ سچ  
جوان ہو گا۔ اور غلام کے معنی جلال کے ہیں۔ جس سے یہ  
جایا گیا۔ کہ اس کے کام جو انوں کے سے ہیں۔ کہ مستحق شری  
بڑا دلدار بڑا کارکن ہو گا۔ چنانچہ آپ کے علی نمونہ نے اس بات  
پر مہر لگا دی۔ غیر خدا ہونے کو کیا مسلمان بھی آپ کے خون  
کے پیاسے ہو گئے۔ پھر بھی نے تو کیا اپنی قوم اور رفتہ رفتہ  
بھی دشمن ہو گئے۔ پھر کس بہت دشمنی سے آپ نے دنیا کا  
مقابلہ کر کے کئی لاکھ کی جماعت پیدا کی۔ اللہ تعالیٰ  
محمد علی آل محمد علی عبدك السبح الموعود  
بارک وسلم

رسول کریم اور صحابہ کرام  
اس پیغمبری کا علم تھا۔

نہیں کسی اور شخص کے متعلق ہے۔ جو جاوے بدایا گیا۔  
جو باعرض ہے کہ عدم ذکر سے عدم شے لازم نہیں آتا۔  
اگر آپ نبی کریم کو کوئی ایسی حدیث پیش کریں جس میں کھڑے  
نے فرمایا ہو۔ کہ اس پیغمبری کا میں ہی مصداق ہوں۔ تو پھر  
ہمیں کوئی عذر نہیں ہو سکتا

باقی رہے کہ تمام صحابہ کو بھی علم ہونا چاہیے۔ جو باعرض  
ہے کہ قرآن کریم غیر محدود و ذات کا کلام ہے۔ اس کے علوم کا  
کوئی حائل نہیں کر سکتا۔ ہزاروں میں اس کے نئے علوم اور معارف  
نماذ کی حالت کے مطابق اس سے نکلے رہے۔ اور نکلے ہوئے  
پس ضروری نہیں کہ تمام معارف و حقائق کا صحابہ پر تمام احاطہ  
کر لیا ہو خصوصاً اس میں کہ وہ احمد ان کے زمانے میں آئیوا  
تھا۔ ان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم خاص بھی تو فرمایا۔  
اسیہ اسیہ اس کا نام میرا نام ہے۔ بلکہ یہاں تک فرمایا کہ میں  
میں قبری کی وہ میری قبر میں دفن کیا جائیگا یا شاہد تھا  
اس بات کی طرف کہ میں اس کو انیسو اسے احمد میں اتحاد کا لے رہا  
یہ کہ بالکل سچ ہے کہ سچ سچ محمد گرامت میں محمد است

کے وقت نہ ان کے بعد اور نہ اب۔ بلکہ ایک ہی حالت میں  
آ رہے ہیں۔ یہاں ایک جہد گھونٹا بنا ہے۔ مگر ایسا ہی  
حضرت آدم کے زمانہ میں بنایا کرنا تھا۔ اس طرح فاضل جس  
قسم کا گھونٹا بناتی ہے۔ کس سے ہزار۔ دو ہزار تین ہزار  
چار ہزار سال پہلے بھی ایسا ہی بناتی تھی۔  
انسان میں ترقی کا مادہ

بدلتی رہی۔ کوئی زمانہ ایسا تھا کہ انسان بالکل فکا رہتا  
تھا۔ پھر وہ زمانہ آیا۔ کہ درختوں کے پھلوں اور پتوں سے اپنا  
جسم حاصل کرتے تھے۔ پھر فاعلوں کی کھالوں کو پہننے لگا پھر  
کوئی زمانہ ایسا تھا کہ درختوں کی باریک شاخوں سے پتوں میں  
موریاں نکال کر گھس کے ریشے انہیں ڈال کر اپنے لئے کپڑے  
بہنے لگا۔ پھر وہ۔ روتی دریافت ہوئی۔ اور کپڑے بہنے لگے اور  
بہنے جانے لگے۔ اس سے ترقی کرتے کرتے آج انسان اس قدر  
کو پہنچا ہے کہ انسانی جسم کے کپڑے تیار ہو گئے کہ کوئی گن  
بھی نہیں سکتا۔ ایسی طرح ایک وقت تھا جب انسان کچی غذا  
کھاتا تھا۔ پھر سورج کی گرمی سے بھون کر کھاتے تھے پھر  
آگ دریافت ہوئی۔ تو اس میں ڈال کر پکاتے لگا۔ اس سے  
ترقی کرتے آج اس حالت کو پہنچا کہ ہزاروں قسم کے نفیس  
نفیس کھانے تیار کر کے لگا۔ یہی حال پہنے کی چیزوں کا  
ہے۔ اور یہی سوسائٹی کے تعلقات کا غرضیکہ ہر ایک  
وہ کام جس کا انسان سے تعلق ہے۔ وہ جس حالت میں آج  
سے سو سال پہلے تھا۔ آج اس سے بڑھ کر حالت میں  
اور آج سے ایک سو سال بعد اور بڑھ کر ہوگا یہ تو نسل انسانی  
کا تغیر و تبدل ہے۔ ایسی طرح ہر انسان میں بھی تغیر ہوتا  
ہے۔ ایک وہ وقت ہوتا ہے۔ جبکہ انسان بات کرنے کی  
بھی طاقت نہیں رکھتا لیکن ایک وقت آئے کہ خوب بول  
سکتا ہے۔ پھر ایک وقت آئے۔ جبکہ وہ کچھ پڑھ نہیں سکتا  
لیکن ایک وقت آئے کہ وہ بڑا عالم اور دانشور ہو  
جاتا ہے۔ تو جو طرح نسل انسانی جو عمومی حالت میں ترقی کرتی  
ہے۔ یہی طرح ہر ایک انسان میں بھی ترقی کرتا ہے۔ مادہ ایک ایسی  
حالت کے کہ جو انسانی جسم میں ترقی کرتا ہے۔ پیدا  
ہوئے وقت تمام جسموں کی ایک ہی حالت ہوتی ہے  
پھر ان کے جسم میں ترقی کرتا ہے۔ مادہ ایک ایسی



انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ اس کا خاص خدا سے تعلق ہو۔ باقی جس قدر اشیاء انسان کے لئے پیدا کی ہیں۔ وہ اس لئے نہیں ہیں کہ انسان ان پر حکومت کرے۔ بلکہ اس لئے کہ جس قدر سامان وسیع ہو۔ اسی قدر وسیع نتائج نکلے ہیں۔ دیکھو ترکیب میں قدر زیادہ مقدار میں ہوتی ہے۔ اسی قدر زیادہ پیچیدہ پیدا کرتی ہے دو ضرب دو چار ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ان اعداد کو دو کی بجائے چار کر دیا جائے۔ تو چار ضرب چار ہو جائے۔ تو جس قدر اعداد بڑھتے جائیں۔ اسی قدر نتائج بڑھنے لگتے جائیں گے۔ چونکہ انسان کے اعمال ہی اس کی روحانی لڑائی کے بڑھانے والے ہوتے ہیں۔ اس لئے جس قدر یہ زیادہ ہونگے۔ اسی قدر اس کی روحانیت زیادہ ہوگی۔ جب انسان کے متعلق بہت سی اشیاء ہونگی تو جس قدر زیادہ اشیاء سے معاملہ کریگا۔ اسی قدر زیادہ اس کے اعمال ہونگے۔ تو دنیا کی تمام اشیاء اس کی ترقی کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔

**زمین و آسمان کی پیدائش**  
اس بارگشتی انسان  
کو باطل سمجھنا شیوہ کفار ہے

ہے کہ جب یہ سب اشیاء سمیٹے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ تو خرد ہے۔ کہ میری پیدائش کی غرض وہ نہیں ہے۔ جو انکی ہے۔ بلکہ کوئی اور اعلیٰ غرض ہے۔ اسی بات کو خدا تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا ہے۔ کہ وہ لوگ جو کافر ہو گئے اور کہتے ہیں خدا ہی نہیں۔ ادا لگا ہے۔ تو اسے ہمارے اعمال سے کیا تعلق ہے۔ کہ ہمیں مرنے کے بعد زندہ کرے۔ اور ہم سے کسی بات کے متعلق پریشانی ہو۔ وہ گمان کرتے ہیں کہ یہ جو کچھ خدا نے پیدا کیا ہے۔ یہ سب لغو ہے۔ اس کے پیدا کرنے سے اس کی کوئی غرض اور فضا نہیں ہے۔ مگر یہ بات نہیں ہے۔ ایسا کہنے والے لوگ ہمیشہ نقصان ہی پائیں گے۔ کیوں اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے جو کچھ ان کے لئے پیدا کیا تھا۔ اس کو انہوں نے خود افسوسوں سمجھا لیکن مومن انسان بھی ایسا گمان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کے دھنکی طاقتوں سے بکار پکار کر گئی ہیں کہ ہر وقت تجھے آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

جو کچھ دنیا میں ہے۔ یہ تیری ہی ترقی کے لئے اسباب پیدا کئے گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ دیکھو ہم نے انسان کی ترقی کے لئے زمین و آسمان میں کس قدر اسباب پیدا کئے ہیں۔ اور کس طرح ہر ایک چیز کو انسان کے لئے سمجھ کر دیا ہے۔ پھر انسان کے اندر کس قدر بڑھنے اور ترقی کرنے کی طاقتیں رکھی ہیں۔ کیا اس کا نتیجہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو لوگ ایمان دار ہوتے اور اچھے عمل کرتے ہیں انکو امدادہ لوگ جو خدا کرتے ہیں ایک ہی ایسا کر دیا جائے اگر ایسا ہی ہوتا۔ تو گویا جیواں کی طرح ہی انسان کی پیدائش بھی ٹھہرتی۔ کیونکہ تمام جیواں کا ایک ہی درجہ ہوتا ہے۔ اگر تمام انسان کا بھی ایک درجہ ہوتا اور ان سے ایک ہی قسم کا سلوک کیا جاتا۔ تو گویا انسان کے لئے اس قدر سامان پیدا کرنے اور خود انسان کو پیدا کرنا ایک لغو امر ہوتا۔ مگر خدا کو کوئی لغو بات نہیں کرتا

**جب کوئی شے لغو نہیں**  
تو متقی اور فاجر برابر نہیں ہو سکتے

ایک مومن اور کافر۔ یا متقی اور فاجر یعنی مومنوں کے مقابل میں ایک کافر ہوتے ہیں۔ اور ایک وہ جو فقط تو مومنوں کی جماعت میں داخل ہوتے ہیں مگر عملاً باغی ہوتے ہیں۔ انکو فاجر کہا جاتا ہے ان دو قسم کے لوگوں کی نسبت بتا دیا۔ کہ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اعمال کا کوئی نتیجہ نہیں ہوگا۔ جو سلوک شیئوں سے کیا جائیگا۔ وہی جیسے ہوگا۔ تو غلطی کرتے ہیں کیا ہم ایمان لانے والے اور نیک اعمال کرنے والوں کو مضدین فی الارض الیا کر دیں گے۔ ہرگز نہیں۔ مضدین فی الارض صرف وہی لوگ نہیں ہوتے۔ جو دنیا میں لڑائی جھگڑا کرتے ہیں۔ بلکہ کفار بھی مضدین فی الارض ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے عقائد درست نہیں ہوتے۔ اور جب عقائد درست نہیں ہوتے تو ان سے جو نتائج نکلے ہیں۔ وہ بھی درست نہیں ہوتے۔ بلکہ برے اور خطرناک ہوتے ہیں۔ خواہ

ایسے لوگ کتنا ہی اچھا کام کریں۔ تو بھی عقائد کے نقص کی وجہ سے اس میں نقص ہی رہیگا اس لئے وہ مومنوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ دوسرے وہ لوگ جو زبان پر تو ایسا لایزال اقرار کرتے ہیں۔ لیکن عملاً اس کا ثبوت نہیں دیتے وہ متقیوں یعنی ایمان لاکر عملی طور پر اس کا ثبوت دینوالوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اس کی گواہی زمین و آسمان اور سب اشیاء دے رہی ہیں۔ کہ کبھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ایسا ہو جائے۔ تو خدا پر لازم آتا ہے۔ کہ کیا اسے اتنا بڑا کارخانہ امداد تمام ساز و سامان گھوڑے امداد گدھے کی طرح کھائی کر گدھ جانے والے انسان کی غلط پیدا کیا ہے۔ اس قسم کا کام تو معمولی عقل کا انسان بھی نہیں کرتا۔ چاہئے کہ خدا ایسا کرے۔ کہ انسان کے لئے یہ سب کچھ تو پیدا کر دے مگر اس کی غرض کچھ نہ ہو۔ کیا کھانے پینے کے لئے اسے گھوڑے اور گدھے وغیرہ حیوانات انسان کے برابر نہیں ہیں۔ خرد وہ ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ان کے لئے تمام دنیا کی اشیاء سمجھ نہیں کی گئیں۔ اور صرف انسان کے لئے ہی اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ انسان کی پیدائش کی کوئی اور بہت بڑی غرض ہے۔

**انسان اپنی قدر پہنچا**  
غرض دنیا کی ہر ایک چیز انسان سو سچ یا چاند ہو یا ستارے ہوں۔ خواہ زمین کے ادبیر کے نظارے ہوں۔ خواہ اس کے نفس کے اندر کی طاقتیں ہوں۔ تمام جانور حتیٰ کہ ایک چڑیا اور طوطا ایک کتا ایک بلی ایک سینا اس کے لئے نصیحت اور سبق ہے۔ یہ ہر چیز سے کہہ رہی ہے۔ کہ ہم کھانے پینے کے لحاظ سے تمہارے برابر ہیں۔ لیکن تجھے جو ہم پر حکومت دی گئی ہے اور ہمیں تیرے لئے سمجھ کیا گیا ہے۔ تو اس میں کوئی بات ضرور ہے۔ امدادہ وہی کہ تاجھے بنایا جائے کہ ایک دن تیرے تمام اعمال کا محاسبہ ہوگا اور تو خدا تعالیٰ کے حضور اپنے افعال کی جواب دہی کے لئے کھڑا کیا جائیگا۔ لیکن اس واعظ کے لئے کہیں ددہ جانے کی ضرورت نہیں انسان اپنے گھر میں بستر پر انکھیں بند کر کے انی نفس پر خود کرے۔ تو وہی اس کے لئے واعظ ہوگا اور اسے پتہ لگ جائیگا۔ کہ دنیا میں میرا کیا درجہ ہے۔ اور وہی

خلوق کا کیا۔ محمد سے خدا کا کیا سلوک ہو گا۔ اور وہ مولا  
مخلوق کے کیا اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اسی طرف  
انسان کو متوجہ کیا ہے۔ اس لئے اس سے وہ نصیحت  
حاصل کر سکتے ہیں۔

کیونکہ معلوم ہو کہ ہم متقی  
ہیں یا فاجر

اس کے علاوہ ایک بات  
کا بھی اس سے پتہ چلتا ہے  
اور وہ یہ کہ بہت لوگ  
سوال کرتے ہیں کہ میں یہ کیوں معلوم ہو کہ ہم متقی ہیں  
یا فاجر اور خدا ہم سے خوش ہے یا ناخوش اس آیت سے  
یہ سوال بھی حل ہو جاتا ہے۔ اور تعالیٰ فرماتا ہے۔ ام  
نجعل للمتقين کالغیاذ کیا متقی اور فاجر برابر ہوتے ہیں  
یعنی نہیں ہوتے۔ اس کے متعلق ہر ایک انسان اپنی نفس سے  
مطالعہ کر سکتے ہیں۔ کہ بتاؤ تم سے خدا کا کیا معاملہ ہو۔ دنیا  
میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو کسی نہ کسی تک میں اپنے  
مخالف اور موافق نہ لگے نہ کہتا ہو۔ وہ اپنا اور دوسرے مخالف  
کا۔ اور اپنا اور اپنے ساتھیوں کا مقابلہ کر کے دیکھے۔ اگر  
بہر صیبت ہر تکلیف اور ہر رخ کے وقت حسنہ اور  
کرتا ہے اور کسی حالت میں خواہ رنج کی حالت ہو یا راحت  
کی وہ مجھے نہیں چھوڑتا۔ اور ہمیشہ دشمنوں پر فتح و تیاہر  
اور بدخلاف اس کے۔ .... دشمنوں کو ذلیل ناکام اور  
ناامداد رکھتا ہے۔ تو وہ کچھ بڑے متقی اور فاجر ہر ایک  
ہو سکتے۔ مجھے جو کو متقیوں والا سلوک ہے اگر وہ میرے  
مخالف ہے تو فاجروں والا اس لئے میں متقیوں میں شامل ہوں  
لیکن اگر اس سے فاجروں والا سلوک ہوتا ہو۔ تو کچھ  
کہ مجھ میں فاجرہ نفس ہے۔ اس لئے مجھ سے ایسا سلوک  
ہو رہا ہے۔ وہ نہ ہو تا اس سے ہوشیار ہو کر اپنی اصلاح  
کرنی شروع کر دے۔ اگر کسی کی خدا تعالیٰ کی حکمت کی نظر  
میں نہ کرے اور غشی کی نگاہوں میں مایہ نفع نہ دیکھے کہ کشتی  
کو بابت و شکار دماغ دشمنوں پر غلبہ نہ ہو تو سمجھیں کہ خدا کی  
رہنما اور نیک چلنے والے پر چلنا ہمارا۔ اور اولاد نہیں۔ تو  
وہ کچھ بڑے کچھ ہیں نفس پر جس کی اصلاح کرنی چاہئے۔ تو  
اسی آیت کی وجہ سے ہر ایک انسان کے لئے اپنے نفس کا حوا نہ  
کرنا انسان ہو گیا۔ وہ دیکھ سکتا ہے کہ میں وہ زمانہ نہ کر سکتا  
ہوں اور نہ اپنے ساتھیانہ قدم تھا۔ مابوں یا فاجرانہ اس

میں شک نہیں کہ مومنوں اور متقیوں ہی خدا آئے ہیں۔  
لیکن ایک شخص کو خدا تعالیٰ نے جس کے مقابلہ میں کبھی اس طرح نہیں  
گرا تا کہ اس کے گناہ کا کچھ نہ پڑے۔ یہ مومن اور کافر  
متقی اور فاجر کے مصائب میں فرق ہے مومن اور متقی کسی  
بڑی بڑی مصیبت کے وقت بھی کسی تک کے قریب نہ خدا اور  
میل ساری کی خدمت نہیں پڑتی۔ ان باتوں پر خدا کا حکم کیا  
دیتا ہے۔ مگر ایک فاجر اور فاجر چھپ ایک مصیبت آتی ہے تو وہ  
گناہ کی طرف ٹوٹتا ہے۔ اور گناہ کا ارتکاب کرتا ہے یہی سب  
کوئی شخص مصیبت کے وقت ایسا کرتا ہے وہ دیکھے کلاس  
کے اندر گناہ کا مادہ تھا تب ہی وہ گناہ کی طرف ٹوٹتا ہے  
مومن اور متقی کو کبھی ایسے واقعات پیش نہیں آتے جو  
اسے بے بسی کے لئے مضطر کر دیں۔ اور جسے کوئی ایسا موقع  
آتا ہے وہ کچھ کہ اس میں نفس پر بقی آیت پر نفس کی مطالبہ  
کرے کہ انسان طریق بتاتی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔  
وہ خدا۔ اور تعالیٰ مجھے اور تپ لوگوں کو اور ہماری تمام

## فہرست نمبر ۱۶۹

۲ اپریل ۱۳۶۲ء

محمد بن احمد	گجرات	سید بی بی	گجرات
منشی بہی شاہ۔	بزارہ	ابو جہاں شاہ عطاء اللہ	گجرات
منشی	ننگر	عت بی بی۔	گجرات
محسنی۔	ناگہ۔	فضل احمد	"
دعوت احمد	خانیہ	سردار علی	"
عبد اللہ خان	جہلم	کریم د	"
دعوت احمد	امرتسر	چتون	"
سید زین	شیخوپورہ	جلال	"
چمبری	بدلی	عالم بی بی	"
چشمہ۔	پشاور	سردار علی	"
پہلوان	"	صاحبزادی	"
حافظ عبد اللہ۔	بنارس	رحمت بی بی	"
بیگم بی بی۔	گجرات	عائشہ بی بی	"
محمد بی بی	"	لال دین	"

مغلانی	گجرات	عائشہ بی بی	عالم الدین بکھاند۔
عائشہ بی بی	"	رحمت بی بی	عالم الدین
رحمت بی بی	"	امرتسر	سونا
سردار علی	"	محمد دین	"
غیر انصار	"	غلام محمد	"
ربیب انصار	"	میل	اللہ محمد
ناگ۔	"	بھولا	"
دلہ نامک	"	چمپو	"
محمد بخش۔	"	کھٹہ	"
محمد شجاعت علی۔	"	گورکھا داس	"
کریم الدین	"	سیالکوٹ	ناصر الدین
حاکم علی۔	"	قاسم علی	"
ابو محمد حنیف	"	ماہ اندی	محمد نور
مولوی اسماعیل	"	راولپنڈی	جہیب احمد
مستری حیات محمد۔	"	محمد نور	"
سیال بندگی۔	"	محمد نور	"
عبد اللہ موصیال	"	محمد نور	"
محمد الدین	"	محمد نور	"
مولوی عبد الحق۔	"	محمد نور	"
فضل دین	"	محمد نور	"
ابو اسیم	"	محمد نور	"
برنامہ	"	محمد نور	"
بوٹا	"	محمد نور	"
قائم بخش	"	محمد نور	"
لال دین	"	محمد نور	"
نظام الدین	"	محمد نور	"
اسمعیل	"	محمد نور	"
ابو اسیم	"	محمد نور	"
محمد بخش	"	محمد نور	"
امین دین	"	محمد نور	"
غیر دین	"	محمد نور	"
دزیر	"	محمد نور	"

۲۰۰۰ء کو سرگودھا کی تقریب میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے آپ کو پیش کیا اور عرض کیا کہ میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا ہے۔